مولانا شہاب الدین ندوی
دار الشریعۃ، بنگلور۔ ۲۹ انڈیا

سورج کی موت اور قیامت

قرآن، حدیث اور سائنس کی نظر میں

(قسط نمبر ۱)

اسلامی عقائد میں توحید اور رسالت کے بعد یوم آخرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کیونکہ انہیں عقائد کے اثبات سے انسانی کردار و کیرکٹر کی درستی عمل میں آتی ہے۔ یوم آخرت یا قیامت کا عقیدہ ایک ایسا کوڑا یا ہنٹر ہے جو انسان کو قابو میں رکھ سکتا ہے جس کے مطابق ہر انسان کو اسکے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

اسلام کی ایک پیش گوئی

اسلامی عقائد ادعائی یا دقیانوسیت کی نشانی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حد درجہ علمی و عقلی ہیں، جن کی صداقت پر نظام کائنات گواہ ہے۔ چنانچہ اسلامی عقائد اور تعلیمات کی تصدیق و تائید جدید ترین اکتشافات کے ذریعہ مسلسل ہو رہی ہے، جو اس بات کا واضح اور ناقابل تردید علمی و سائنٹفک ثبوت ہے کہ یہ پوری کائنات اسی علیم و خبیر اور لازوال ہستی کی پیدا کردہ ہے جس نے نبی آخر زماں حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ایک بے نظیر اور معجزانہ کتاب بھیجی جو اس کائنات کے ایسے "بھیدوں" پر مشتمل ہے جن کو چودہ سو سال پہلے کوئی بھی انسان نہیں جانتا تھا اور ان بھیدوں میں سے ایک بھید سورج کی "موت" اور وقوع قیامت کا نظارہ ہے۔ چنانچہ نہ صرف قرآن عظیم میں سورج اور ستاروں کی "طبعی" موت کی پیش گوئی واضح انداز میں مذکور ہے بلکہ حدیث نبوی میں اسکی شرح و تفصیل بھی وارد ہوئی ہے۔ نیز صدیوں پہلے مفسروں اور راویان حدیث نے بھی اس قرآنی پیش گوئی کا صحیح صحیح مفہوم بیان کر کے اس نظریہ و عقیدے کو مزید مستحکم کر دیا ہے۔

نظام کائنات کی گواہی

چنانچہ اب چودہ سو سال بعد جدید سائنس اور اسکے اکتشافات نے ہو بہو وہی مفہوم بیان

کر کے اسلامی عقائد و تعلیمات کی صحت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور یہ بڑی ہی ایمان افروز کہانی ہے جس کے ملاحظے سے اسلام کے مذکورۂ بالا تینوں عقائد علم و عقل کی روشنی میں صحیح ثابت ہوتے ہیں اور الحاد و مادہ پرستی کی تردید ہوتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے کہ:

۱۔ یہ کائنات کوئی الل ٹپ یا اتفاقی حادثہ نہیں ہے، بلکہ اسکا خالق اور رب بھی ہے جو اس کائنات کے تمام اسرار سربستہ سے واقف ہے، اور یہی خدائے ذوالجلال ہے۔

۲۔ خالق کائنات نے چونکہ اپنی تخلیقات کے اندرونی رازوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے انہیں اپنی کتاب حکمت میں چودہ سو سال پہلے ہی محفوظ کر دیا ہے جن کی تصدیق و تائید اکتشافات جدیدہ کے ذریعہ ہو رہی ہے، لہذا ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب (قرآن عظیم) برحق ہے اور وہ اسی ہستی کی جانب سے نازل شدہ ہے جس نے یہ رنگارنگ کائنات بنائی ہے۔ ورنہ اس قدر لازوال سچائیاں ظہور میں نہ آتیں۔

۳۔ قرآن عظیم جس ہستی پر نازل ہوا وہ خدا کے سچے رسول تھے جنہوں نے کلام الہی کو بے کم و کاست انسانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور انہوں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی بلکہ جو کچھ بھی کہا وہ وحی الہی کی بدولت کہا۔

رونگٹے کھڑا کر دینے والی داستان

اس اعتبار سے توحید، رسالت اور یوم آخرت کے اثبات کیساتھ ساتھ قرآن مجید کا کلام الہی ہونا بھی سائنٹیفک نقطۂ نظر سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اس بحث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عالم رنگ و بو ایک زبردست اسکیم اور پوری منصوبہ بندی کے تحت وجود میں آئی ہے اور ایک مکمل پلان کے تحت جاری و ساری ہے۔ چنانچہ اس موقع پر سورج کی "طبعی موت" پر (جو وقوع قیامت کی ایک واضح علامت ہے) جدید ترین سائنسی تحقیقات کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا اور پھر قرآن و حدیث کے ابدی حقائق اور مفسرین و محدثین اور راویان حدیث کی تشریحات پیش کی جائیں گی، جن سے یہ حقیقت دو اور دو چار کی طرح سامنے آئے گی کہ ان سب کا تال اور سُر ایک ہی ہے۔ نیز یہ

کہ قرآن اور حدیث میں سورج اور چاند ستاروں کی موت اور اختتام کائنات کے بارے میں ایسے زبردست انکشافات موجود ہیں جو رونگٹے کھڑا دینے والے ہیں۔

چاند اور سورج باضابطہ وبا رفتار

یہ کائنات بخت واتفاق کے تحت وجود میں نہیں آئی، بلکہ اسکا ایک خالق وناظم ہے جس نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ اسے وجود بخشا ہے۔ چاند سورج اور ستارے اس کائنات میں باضابطہ طور پر رواں دواں ہیں۔ اس سلسلے میں ایک سائنٹفک حقیقت یہ ہے کہ جس طرح حیوانات و نباتات پیدا ہوتے ہیں پھر جوان ہوتے ہیں اور پھر بوڑھے ہو کر مر جاتے ہیں بالکل اسی طرح چاند ستارے بھی پیدا ہوتے پھر جوان ہوتے ہیں اور پھر بوڑھے ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسکی تفصیل آگے آرہی ہے اسی لئے قرآن حکیم میں چاند سورج اور ستاروں کی ماہیت اور انکے ضوابط میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ وسخر لکم الیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بأمره، إن فی ذلك لایات لقوم یعقلون (نحل: ۱۲) "اور اس نے تمہارے لئے دن رات اور چاند سورج کو رام کر دیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ ان مظاہر میں عقل والوں کے لئے کافی نشانیاں موجود ہیں۔"

اس سلسلے میں ایک دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ چاند اور سوج ایک مقررہ مدت یا ایک حسابی ضابطے کے تحت چکر کاٹ رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ یو لج الیل فی النهار ویولج النهار فی الیل وسخر الشمس والقمر کل یجری لا جل مسمی ذلك الله ربكم له الملك (فاطر: ۱۳) "وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں۔ اور اسی نے سورج اور چاند کو قابو میں کرر کھا ہے۔ (چنانچہ) ہر ایک ایک مقررہ مدت کے مطابق دوڑ رہا ہے۔ یہی ہے تمہارا رب اور اسی کیلئے ہے (اس کائنات کی) پوری بادشاہی۔"

اس موقع پر "اجل مسمی" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ لفظ "اجل" کے معنی مقررہ مدت کے ہیں (المدة المضروبة للشمی (۱)) اور "مسمی" کے معنی بھی مقررہ کردہ یا محدود کے آتے ہیں (سمی الاجل: عینه وحدده) (۲)۔

اس لحاظ سے اس میں مزید تاکید پیدا ہوگئی ہے اور اسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ مدت جو بالکل مقررہ ہو۔ اور اس مقررہ مدت کے دو مفہوم یا دو مصداق ہو سکتے ہیں : (i) چاند اور سورج دونوں ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں۔ (ii) یہ دونوں ایک مقررہ مدت تک چلتے رہیں گے۔ پہلی صورت میں لفظ "یجری" حال کے معنی پر دلالت کرنے والا ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور سورۂ فاطر کی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور دوسری صورت میں وہ مستقبل کے معنی پر دلالت کرنے والا ہوگا جیسا کہ حسب ذیل آیت سے ظاہر ہوگا۔

وسخر الشمس والقمر كل يجري لا جل مسمي ، يدبر الامر يفصل الايات لعلكم بلقاء ربكم توقنون۔ (رعد : ۲) "اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (چنانچہ ان دونوں میں سے) ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ وہ معاملے کی تدبیر کر رہا ہے اور اپنی نشانیوں کو کھول کر بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر سکو۔"

اس موقع پر "وقت مقررہ" سے مراد "یوم موعود" ہے۔ کیونکہ اس کے بعد جو تین حقیقتیں بیان کی گئی ہیں وہ وقوع قیامت پر دلالت کر رہی ہیں : (i) وہ پورے معاملے (نظام کائنات) کی تدبیر کر رہا ہے۔ ii۔ وہ اپنی نشانیوں کو (جو وقوع قیامت سے متعلق ہیں) کھول کھول کر بیان کر رہا ہے۔ iii۔ تاکہ تم اپنا آقا سے ملنے کا یقین کر سکو۔ یعنی وقوع قیامت کی سچائی کا نظارہ پورے یقین کیساتھ کر سکو۔ چنانچہ اس موقع پر وقوع قیامت سے متعلق جن نشانیوں کے ظہور کی پیش گوئی کی گئی ہے وہ جدید ترین سائنسی تحقیقات واکتشافات کے باعث کھل کر سامنے آگئی ہیں۔ لہذا اب اگلی سطور میں ان پر بحث کی جائے گی۔

وقوع قیامت سائنس کی نظر میں

سائنسی نقطہ نظر سے ہمارے سورج جیسے ستارے بھی جیتے اور مرتے رہتے ہیں۔ ہماری اس کائنات میں اربوں کہکشائیں (ستاروں کی جھرمٹ) موجود ہیں۔ ہماری کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے تقریباً ایک کھرب ستارے موجود ہیں (۳)۔ کہکشاؤں اور ستاروں کی یہ تعداد محیر العقول ضرور ہے مگر یہ کوئی افسانہ نہیں ہے۔ ماہرین فلکیات جدید ترین دوربینوں کے ذریعہ لاکھوں

نوری سال کے فاصلے پر واقع کہکشاؤں کا نظارہ کر کے انکی واضح تصویریں اتار چکے ہیں۔ سوج اور دیگر ستارے ہائیڈروجن گیس کے بنے ہوئے ہیں جو ایک جلنے والی گیس ہے۔ اور سوج کے بطن میں ڈیڑھ سے دو کروڑ ڈگری درجہ حرارت پائی جاتی ہے اور اس زبردست تپش کی بدولت اسکی ہائیڈروجن گیس مسلسل جلتے ہوئے ایک عنصر ہیلیم (۴) میں تبدیل ہوتی جارہی ہے جو جلنے کے قابل نہیں ہے بلکہ اسکی حیثیت راکھ کی طرح ہے جو کسی چیز کے جلنے کے بعد باقی رہ جاتی ہے۔ سورج در حقیقت ایک چراغ کی طرح ہے، جس کا "ایندھن" ہائیڈروجن گیس ہے۔ سورج کی روشنی اور اسکی حرارت اسی کے جلنے کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب یہ ایندھن ختم ہو جائے گا تو چراغ بھی بجھ جائے گا (۵) اب ظاہر ہے کہ اسکا سارا ایندھن ایک نہ ایک دن ضرور ختم ہو کے رہے گا۔ تب وہ بالکل سرد اور بے جان ہو کر ایک طرف لڑھک جائے گا۔ اور یہ اسکی "موت" ہو گی۔ سائنس کی اصطلاح میں ایسے ٹھنڈے یا مردہ ستارے کو "سفید بونا" یا "وہائیٹ ڈراف" (۶) کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے سورج در حقیقت ایک بہت بڑا "تھرمل پلانٹ" ہے جو انسان کی خدمت بھی کر رہا ہے اور اسے ایک آنے والے دن کی خبر بھی دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں ایک روسی سائنس داں جارج گیمونے (جس نے بعد میں امریکہ کی شہریت اختیار کر لی تھی) ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہی "سورج کی پیدائش اور موت (۷)" ہے چنانچہ اس نے سورج کی "طبیعیات" پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ سورج کے اندر بہت بھاری مقدار میں ہائیڈروجن گیس موجود ہے، جو مسلسل ہیلیم میں تبدیلی ہوتی جارہی ہے۔ بالآخر اسکی پوری ہائیڈروجن جل جائے گی، تب اسکا تھرمونیوکلیرری ایکشن بند ہو جائے گا۔ اور وہ ایک بےحد ٹھنڈے جسم میں تبدیل ہو جائیگا۔

The sun has a larger percentage of hydrogen gas in its atmosphere which will be continually converted into helium. Eventually all hydrogen is going to be burnt up when the thermonuclear reaction will be ceased. It will turn into an immensely cold body (8).

اور اب یہ دینائے سائنس میں ایک "حقیقت" بن چکی ہے۔ کیونکہ یہ چیز طبیعی اور حسابی نقطہ نظر سے ایک حتمی صداقت نظر آرہی ہے اور اس حقیقت کو ہر سائنس داں صحیح تصور کرنے پر

خود کو مجبور پا رہا ہے۔ چنانچہ دنیا کے سب سے بڑے "دائرۃ المعارف" انسائیکلو پیڈیا بر ٹانیکا میں اس حقیقت کا اعتراف اس طرح موجود ہے۔

"سورج کے مستقبل کا ارتقاء بھی اسی طرح متوقع ہے جسطرح دوسرے عام ستاروں میں ہوتا ہے۔ آخر کار پوری ہائیڈروجن جل کر ختم ہو جائے گی۔ اور ہیلیم اور دیگر وزنی جوہروں کا نیو کلیائی تعامل شروع ہو جائیگا۔ اسکے نتیجے میں سورج کی کیمیائی ساخت بدل جائے گی اور اسکی روشنی میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح وہ ایک "سرخ دیو"(۹) بن جائے گا۔ ارتقائی اعداد و شمار سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورج کو اس حالت تک پہنچنے کیلئے ایک ارب سال درکار ہوں گے آخر کار جب نیو کلیائی توانائی کے سارے ذرائع ختم ہو جائینگے تو سورج اپنی آخری ارتقائی منزل تک پہنچ کر ایک "سفید بونا" بن جائے گا، یعنی ایک چھوٹے دائرے والا ستارہ"۔

The future evolutution of the sun is expected to be similar to that of other normal stars. Eventually all hydrogen will be burned up and nuclear reactions involving helium and heavier atoms will take over. This will change the chemical composition of the sun; as a resutl, the sun will increase in luminosity and thus turn into a red giant. Compoutations on evolutionary models predict that in a few times 10 years teh sun will reach the red giant stage. Finally, when all nuclear energy sources are used up, the sun will reach its last evolutionary statge; that is, it will become a white dwarf, star of small radius (10)

اس موقع پر یہ جو کہا گیا ہے کہ سورج کی حیات مستعار کے ابھی ایک ارب سال باقی ہیں تو یہ بات سورج کے جسم میں موجود ہائیڈروجن کی مقدار کے پیش نظر ہے کہ وہ جس رفتار سے اپنا "ایندھن" (ہائیڈروجن) کھوتا جا رہا ہے اس کے پیش نظر اسکے ایندھن کو ختم ہونے میں ابھی اتنا عرصہ لگے گا۔ مگر یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ سورج ایک ارب سال سے پہلے ختم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود سائنس دانوں ہی کی تحقیقات کے مطابق ہمارے سورج جیسے بعض ستارے پر اسرار قسم کے دھماکوں سے پھٹتے رہتے ہیں۔ اس طرح پھٹنے والے ستاروں کو "حادث ستارے" (نووے)

(11) کہا جاتا ہے۔ اور ہماری کہکشاں میں ہر سال اس قسم کے تیس ستارے پھٹتے رہتے ہیں۔

About thirty Nova outburts are thought to occur each year in the Galaxy. (12)

اور یہ وہ تماشائے ربوبیت ہے جسکا آج سائنس داں اپنی طاقتور دوربینوں کے ذریعہ "مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور اس اعتبار سے ہمارا اپنا سورج بھی کسی دن ایک حادث ستارہ (نووا) بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں خود جارج گیمو نے اسکا امکان ظاہر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ہمارا سورج بھی کسی دن اچانک ایک حادث ستارے کا روپ دھار کر ایک لطیف گیس میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اتنی سرعت کیساتھ ہو گا کہ کسی کو بھی محسوس نہ ہو گا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ہاں البتہ اگر کسی بعید ترین نظام شمسی کے کسی سیارے پر بیٹھے ہوئے کچھ ماہرین فلکیات اپنی دوربینوں کے ذریعہ ہمارے سورج پر نگاہ ڈالیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ ایک حادث ستارہ نمودار ہوا ہے۔

If, one fatal day, our sun should choose to become Nova, the earth (and all teh other planets as well) would instantly be turned into a then gas; and it all would take place so fast taht nobody would ever have time to realize what happend. Only the astronomers, it there are any, on some distant planetary system of another star (13)

ایک عظیم قرآنی انکشاف

سورج کی پیدائش اور موت کی یہ پوری داستان جس کو دنیائے سائنس نے بیسویں صدی میں دریافت کیا ہے اسکا انکشاف قرآن عظیم کے ذریعہ روز اول ہی میں ایک علمی پیش گوئی کے طور پر اس طرح کر دیا گیا تھا: اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت (ایک وقت آئیگا) جب سوج بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔ (تکویر: ۱۔۲)

اس موقع پر پہلی آیت میں سورج کی "بے نوری" یا اسکی موت کی خبر دی گئی ہے۔ اور دوسری آیت میں کائنات کے اختتام کی پیش گوئی کی گئی ہے جسکے نتیجے میں قیامت واقع ہو گی۔ چنانچہ پہلی آیت کی حقیقت اوپر مذکور سائنسی انکشافات کے تحت بخوبی ظاہر ہو چکی ہے۔ سورج کی یہ موت ظاہر ہے کہ ہمارے پورے "نظام شمسی" کی موت ہو گی۔ کیونکہ جب سورج ہی نہیں رہے

گا جو روشنی، حرارت اور زندگی کا منبع ہے تو اسکے تابع سیاروں (جیسے عطارد' زہرہ' زمین 'مریخ'مشتری اور زحل وغیرہ) کا وجود بھی باقی نہ رہ سکے گا۔اس اعتبار سے مجرد سورج کا اختتام نظام شمسی میں موجود تمام مخلوقات کے لئے قیامت کا دن ہو گا۔

اور دوسری آیت کے کئی مطالب ہو سکتے ہیں :اول یہ کہ ہماری کہکشاں (ملکی وے (۱۴)) کے تمام ستارے وسیارے آپس ہی میں ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے۔دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی باہمی جذب وکشش (گراوٹیشن) کو ختم کر کے انہیں بکھیر دے گا۔سوم یہ کہ یہ پوری کائنات جو اربوں کہکشاؤں اور کھربوں ستاروں پر مشتمل ہے (جیسا کہ اکتشافات جدیدہ کے تحت یہ بات پوری طرح متحقق ہے)وہ پوری کی پوری آپس ہی میں ٹکرا کر ختم ہو جائے گی۔اور یہ بات موجودہ "نظریہ عظیم دھماکہ" (بگ بینگ تھیوری (۱۵)) کی رو سے بہت ممکن نظر آتی ہے۔اور حسب ذیل آیت کریمہ میں غالباً اسی قسم کے نظریہ کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے : یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب ، کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین (انبیاء ۱۰۴)

" جس دن کہ ہم آسمان کو (اس کے تمام اجرام سمیت) اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح کہ مکتوبہ اوراق کا طومار لپیٹا جاتا ہے'جس طرح ہم نے (اس کائنات کی) تخلیق اول کی ابتداء کی تھی اسی طرح اسکا اعادہ کریں گے یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔"

قرآن، حدیث اور سائنس کی مطابقت

موجودہ سائنسی نظریات کی روشنی میں اس قسم کے حقائق کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔ورنہ قدیم نظریات کی روشنی میں اجرام سماوی کی گردش اور ان میں موجود باہم جذب وکشش کا مفہوم واضح نہیں تھا۔لیکن تعجب ہوتا ہے کہ جدید نظریات واکتشافات سے بے خبر ہمارے قدیم علما ومفسرین نے بھی بالکل وہی مفہوم بیان کیا ہے جو جدید اکتشافات سے مطابقت رکھنے والا ہے اور اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ تازہ اکتشافات مارے لئے کوئی نئی چیز نہیں رہے،بلکہ اس قسم کے حقائق قرآن تو قرآن خود احادیث وروایات تک میں بھی بھرے ہوئے ہیں۔اور اس قسم کے حقائق ومعارف کے ملاحظے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف قرآن عظیم سے مطابقت

رکھنے والے ہیں بلکہ جدید ترین سائنسی تحقیقات سے بھی پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔ اور اس اعتبار سے آج قرآن کیساتھ ساتھ حدیث نبوی کی صدراقت اور اسکا اعجاز بھی ثابت ہو رہا ہے۔ نیز اس بحث سے روایان حدیث اور قدیم مفسرین کی صدق و سچائی پر بھی ایک نئی روشنی پڑتی ہے کہ انہوں نے تحقیقات جدیدہ سے یکسر ناواقف ہونے کے باوجود پوری ایمانداری کیساتھ وہی مفہوم ایک "علمی امانت" کے طور پر بیان کر دیا جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ و تابعین سے منقول ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلی حقیقت یہ ہے کہ جس سورہ میں سورج کی بے نوری یا اسکی موت کی خبر دی گئی اسکا نام ہی "تکویر" رکھ دیا گیا ہے۔ یعنی سورج کی "بساط الٹنا" یا اسکا "بوریا بستر گول کرنا" جو اختتام کائنات کی علامت ہے۔ اسی طرح قرآن کے آخری پارہ میں اس سلسلے کی مزید دو سورتیں موجود ہیں جو وقوع قیامت پر سائنسی نقطہ نظر سے نوع انسانی کو متنبہ کرنے والی ہیں اور وہ ہیں سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق۔ اور ان دونوں میں بھی "ستاروں کی موت" اور اختتام کائنات کی خبر دی گئی ہے اور اس اعتبار سے یہ تینوں سورتیں جو مختلف الفاظ و اسالیب میں ہیں، ایک ہی مضمون اور ایک ہی حقیقت کا اعلان کر رہی ہیں۔ اذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت جب آسمان پھٹ جائے گا، اور جب ستارے بکھر جائیں گے (انفطار: ۱-۲)

چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی کو قیامت کا دن اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہو اسے چاہیے کہ وہ "اذا الشمس کورت" اور "اذا السماء انفطرت" اور "اذا السماء انشقت" پڑھے (۱۶)

ظاہر ہے کہ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو کائنات کے اندرونی بھیدوں سے واقف ہو۔ ورنہ مستقبل میں پیش آنے والے علمی حقائق کے پیش نظر ماضی بعید میں کوئی صحیح اصول باضابطہ بیان کرنا ممکن نہیں ہو سکتا۔ اور ضابطہ بھی کیسا؟ وہ جو قرآن کی مختلف آیات اور اسکے مختلف الفاظ کو ایک لڑی میں پرونے والا ہو! اس اعتبار سے قرآن تو قرآن خود حدیث نبوی کی بھی صحت و صداقت ثابت ہوتی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمہ ء علم سے صادر شدہ ہیں ورنہ ان دونوں میں اتنی زبردست مطابقت ہرگز نہ پائی جاتی۔ .... (جاری ہے)